قبر پر سورۃ بقرہ اول و آخر کی تلاوت

ایک تحقیقی جائزہ

اسداللہ خان پشاوری

متخصص فی الحدیث والفقہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

مدرس جامعہ امداد العلوم الاسلامیہ صدر پشاور

مکتبۃ الاسد العلمیۃ بشاور

Scanned by CamScanner

خلاصہ بحث:

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اس مقالے کے مباحث کا خلاصہ پیش کیا جائے، کیونکہ اصل مقالے میں ایک خاص ترتیب کے ساتھ ہر ایک حوالے درج کیا گیا ہے، جس میں دقت اور تحقیق کا خیال رکھا گیا ہے، ہو سکتا ہے کہ ہر قاری تمام مضمون کو ذہن میں رکھنے میں کامیاب نہ ہو، اس لیے خلاصہ میں ایک ہی جگہ میں تمام عبارات کا حاصل نقل کر دیا جاتا ہے، تفصیل معلوم کرنے کے لیے اصل مقالے کی طرف رجوع بھی کیا جا سکے گا۔

۱- حدیثی روایات:

پہلی حدیث:

دفن کے بعد قبر کے پاس سورت بقرہ کا اول آخر پڑھنا دو احادیث سے ثابت ہے، ایک حضرت لجلاج رضی اللہ عنہ کی مرفوع و موقوف روایت ہے:

مرفوع روایت امام طبرانیؒ نے معجم کبیر میں نقل کی ہے جو یہ ہے:

«عبدالرحمن بن العلاء بن اللجلاج، عن أبيه قال: قال لي أبي: يابني! إذا أنا مِتُّ فألحدني فإذا وضعتني في لحدي فقل: بسم الله وعلى ملة رسول الله، ثم سن علي التراب سنا، ثم اقرأ عند رأسي بفاتحة البقرة و خاتمتها، فإني سمعت رسول الله ﷺ يقول ذلك.»[1]

---

(١) المعجم الكبير للطبراني ٤/١٠٨.

Scanned by CamScanner

عبد الرحمن بن علاء بن لجلاج اپنے والد علاء سے نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد حضرت لجلاج ؒ نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! جب میں مر جاؤں ،تو مجھے لحد میں رکھ دینا،اور یہ دعا پڑھنا «بسم الله وعلى سنة رسول الله» اور میرے سرہانے سورت بقرہ کا اول وآخر پڑھنا،کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے،وہ یہی فرماتے تھے۔"

موقوف روایت کو امام یحیی بن معین ؒ، امام خلال ؒ، امام لالکائی ؒ، امام بیہقی ؒ اور امام ابن عساکر ؒ نے نقل کیا ہے،جو یہ ہے:

«عبدالرحمن بن العلاء بن اللجلاج، عن أبيه قال: قال لي أبي: يابني! إذا أنا مت فضعني في اللحد وقل: بسم الله وعلى سنة رسول الله، وسن علي التراب سنا، واقرأ عند رأسي بفاتحة البقرة وخاتمتها، فإني سمعت عبدالله بن عمر يقول ذلك».(١)

ترجمہ: "عبد الرحمن بن علاء بن لجلاج اپنے والد علاء سے نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد حضرت لجلاج ؒ نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! جب

---

(١) تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري ٢/ ٣٤٦، حديث: ٥٢٣٨، كتاب القراءة عند القبور للخلال ص٨٧، شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة ٤/ ١٢٢٧، السنن الكبرى للبيهقي ٥/ ٤٠٤، تاريخ دمشق لابن عساكر ٥٣/ ٢٢٧.

Scanned by CamScanner

میں مر جاؤں، تو مجھے لحد میں رکھ دینا اور یہ دعا پڑھنا "بسم اللہ وعلیٰ سنۃ رسول اللہ" اور میرے سرہانے سورت بقرہ کا اول و آخر پڑھنا، کیونکہ میں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے سنا ہے، وہ یہی فرماتے تھے"۔

مرفوع اور موقوف روایت میں تطبیق:

مرفوع اور موقوف کے بارے میں ایک تطبیق علامہ عبد اللہ غماریؒ نے یہ بیان کی ہے کہ مرفوع روایت حضرت لجلاجؓ کی ہے جو صحابی ہیں اور موقوف روایت حضرت علاء کی ہے جو تابعی ہیں اور حضرت ابن عمرؓ کے شاگرد ہیں۔ دوسری تطبیق یہ ہے کہ حضرت لجلاجؓ ہی کبھی مرفوع نقل کرتے ہیں اور کبھی موقوف نقل کرتے ہیں۔

حدیث کا اسنادی حکم:

علامہ نوویؒ نے "كتاب الأذكار" میں، حافظ ابن حجرؒ نے "أمالي الأذكار" میں علامہ ابن علانؒ نے "الفتوحات الربانية" میں، علامہ شوکانیؒ نے "تحفة الذاكرين" میں، غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خانؒ نے "نزل الأبرار" میں، علامہ عبد اللہ غماریؒ نے "الرد المحكم المتين" اور "الحاوي في الفتاوي" میں علامہ ظفر احمد عثمانیؒ نے "إعلاء السنن" میں اس حدیث کو حسن کا درجہ دیا ہے۔

اور علامہ نیمویؒ نے "آثار السنن" میں، اور علامہ ظفر احمد عثمانیؒ نے "إعلاء السنن" میں، اور علامہ سرفراز خان صفدرؒ نے "سماع موتی" میں، اور علامہ وہبی سلیمان غاوجی حفظہ اللہ نے "أركان إسلام" میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

Scanned by CamScanner

علامہ ہیثمیؒ نے «مجمع الزوائد» میں، علامہ صالحی شامیؒ نے «سبل الھدیٰ» میں، اور غیر مقلد علامہ عبید اللہ مبارکپوریؒ نے «المرعاة شرح المشکاة» میں اس حدیث کے تمام راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے۔

جبکہ اسی سند سے ایک دوسری روایت کو علامہ منذریؒ نے «الترغیب والترھیب» میں «لا بأس به» (اس میں کوئی جرح نہیں) سے تعبیر کیا ہے۔

اور اسی سند سے ایک روایت کو غیر مقلد علامہ عبد الرحمن مبارکپوریؒ نے «تحفة الأحوذي» میں حسن قرار دیا ہے۔

اس کے علاوہ علماء کی ایک بڑی تعداد نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے، یا ذکر کیا ہے اور کسی قسم کی جرح نہیں کی ہے، اس کے لیے پچھلے صفحات ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔

اصل مقالے میں اس حدیث کے راویوں کے حالات تفصیل سے نقل کر دیے ہیں، اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں، ایک راوی عبد الرحمن بن العلاء بن لجلاج کی وجہ سے بعض حضرات نے چونکہ اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے، اس لیے اس راوی کے بارے میں مکمل تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ عبد الرحمن بن العلاء کے بارے میں متقدمین ائمہ فن نے کوئی جرح نہیں کی ہے بلکہ اس سے سکوت اختیار کی ہے، اور اس قاعدے کی تشریح کی گئی ہے کہ متقدمین ائمہ فن کسی راوی کے بارے میں سکوت اختیار کریں اور اس راوی سے منکر روایت منقول نہ ہو تو ان کا سکوت توثیق شمار ہوگی۔ اس کے علاوہ عبد الرحمن بن العلاء کے بارے میں علامہ ابن حبانؒ نے ثقاہت کی تصریح بھی کی ہے، اور توثیق میں علامہ ابن حبانؒ متفرد ہو تو اس کا کیا حکم ہے اصل مقالے میں اس پر بھی گفتگو کی ہے، اور ائمہ فن سے نقل کیا گیا ہے کہ یہاں ان کی توثیق کا اعتبار ہے۔ اس کے علاوہ عبد الرحمن

Scanned by CamScanner

بن العلاء کو حافظ ابن حجرؒ نے مقبول کہا ہے، اور مقبول کے بارے میں ان کے قاعدے کی تشریح کی ہے کہ جس راوی سے روایات کم منقول ہوں اور اس پر کوئی جرح ثابت نہ ہو تو اگر ان کی روایات کے متابع ہوں تو وہ راوی مقبول ہے اور یہ توثیق کا جملہ ہے اور اگر متابع نہ ہوں تو لین ہو گا، اور یہ جرح کا کلمہ ہے۔ حافظ ابن حجرؒ کا اس کے لیے مقبول کا لفظ استعمال کرنا اور خود عملی طور پر اس کی روایت کو حسن قرار دینا دلالت کرتا ہے کہ ان کے نزدیک یہ ثقہ اور سند مقبول ہے۔

اس کے علاوہ عبد الرحمن بن العلاء کو علامہ ابن شاہین نے بھی ثقات میں ذکر کیا ہے، جس کے بعد تو ان کی ثقاہت میں کوئی شک باقی نہیں رہتا۔

دوسری حدیث:

اور دوسری حدیث حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث ہے ان کی یہ حدیث (۱) امام خلالؒ [۲۳۴ھ / ۳۱۱ھ]، (۲) امام طبرانی [۲۶۰ھ / ۳۶۰ھ] اور (۳) امام بیہقیؒ [۳۸۴ھ / ۴۵۸ھ] نے روایت کی ہے۔ ملاحظہ ہو:

«يحيى بن عبدالله الضحاك البابلتي، حدثنا أيوب بن نهيك الحلبي الزهري مولى آل سعد بن أبي وقاص قال: سمعت عطاء بن أبي رباح المكي، قال: سمعت ابن عمر، قال: سمعت النبي ﷺ يقول: إذا مات

Scanned by CamScanner

أحدكم فلاتحبسوه، وأسرعوا به إلى قبره، وليقرأ عند رأسه بفاتحة البقرة، وعند رجليه بخاتمتها في قبره».[(۱)]

[ترجمہ] ''عطاء بن ابی رباح مکیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ سے سنا، وہ فرمارہے تھے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، وہ فرمارہے تھے کہ جب تم میں سے کسی کا انتقال ہو جائے، تو اسے زیادہ دیر روکے نہ رکھو اس کو قبر کی طرف جلدی لے جاؤ، اور قبر پر اس کے سر کی جانب سورت بقرہ کا شروع، اور پاؤں کے پاس سورۃ بقرہ کا آخری حصہ پڑھو''۔

یہ روایت موقوف ہے یا مرفوع؟

یہ روایت مرفوع ہے، موقوف نہیں ہے، یعنی اس میں نبی کریم ﷺ کے قول کا ذکر ہے، صاحب مشکوۃ نے «مشكوة شريف» میں یہ حدیث نقل کی ہے، اور لکھا ہے کہ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ یہ موقوف ہے، لیکن صاحب مشکوۃ سے یہاں امام بیہقیؒ کی بات سمجھنے میں تسامح ہوا ہے، امام بیہقیؒ اس روایت کو مرفوع نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ روایت ہمیں موقوف بھی پہنچی ہے۔

حدیث کا اسنادی حکم:

حافظ ابن حجرؒ نے «فتح الباري» میں یہ حدیث نقل کر کے اس کی سند کو حسن درجے کا قرار دیا ہے، البتہ علامہ ہیثمیؒ نے «مجمع الزوائد» میں اس کی سند کو ضعیف

---

(۱) كتاب القراءة عند القبور ص۸۸، والأمر بالمعروف والنهي عن المنكر ۱/ ۲۹۲. كلاهما للخلال، المعجم الكبير للطبراني ٦/ ٢٥٥، شعب الإيمان للبيهقي ۱۱/ ٤٧٢،٤٧١.

Scanned by CamScanner

قرار دیا ہے۔ اس حدیث کے سند کے راویوں میں دو راویوں پر جرح منقول ہے، ایک یحیٰی بن عبد اللہ بابلتی ہے، جس کو متعدد محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے، اور دوسرے راوی ایوب بن نہیک ہے، جس کو بھی ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ بظاہر حافظ ابن حجرؒ اور علامہ ہیثمیؒ کی باتوں میں یوں تطبیق ہو سکتی ہے کہ مذکورہ راویوں کے بارے میں جرح زیادہ سخت نہیں ہے اس لیے ان کے نزدیک یہ صحیح کے درجے سے حسن کے درجے تک آگئی۔ یا دوسری تطبیق یہ ہو سکتی ہے کہ حافظ ابن حجرؒ نے حدیث لجلاج کی وجہ سے اس کو حسن کا درجہ دیا اور اس کو اس کے لیے شاہد بنایا۔

Scanned by CamScanner